عالم مثال

عباد اللہ فاروقی

عالم مثال کو سمجھنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے ہاں "شخص اکبر" کا جو تصور ہے، اس کی وضاحت کردی جائے تاکہ اسکی نسبت سے عالم مثال کا مفہوم پوری طرح سے ذہن میں آسکے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک "شخص اکبر" عالم جسمانی کا دوسرا نام ہے۔ یہ عالم جسمانی یا (شخص اکبر) اپنے اندر ایک شخصی وحدت لئے ہوئے ہے، دیگر اجساد جو اس میں پائے جاتے ہیں، ان کی حالت ایسی ہے جیسے سمندر اور اس کی لہریں۔ اس عالم جسمانی کے اندر ایک روح ہے۔ جو روح اعظم یا النفس کلی کہلاتی ہے۔ یہ انسانی ارواح سے اس طرح وابستہ ہے کہ اسے ان سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اب شخص اکبر میں دو عالم پائے جاتے ہیں۔ (الف) عالم ارواح۔ (ب) عالم مثال۔

عالم ارواح مادہ اور محسوسات سے منزّہ اور پاک تسلیم کیا گیا ہے۔ اسے "شخص اکبر" سے وہی نسبت ہے، جو صورت عقلی کو انسانی دماغ کے ساتھ ہے۔

شخص اکبر میں دوسرا عالم جو پایا جاتا ہے، وہ عالم مثال ہے۔ یہ عالم شاہ صاحب کے نزدیک شخص اکبر کی خیالی قوت کا دوسرا نام ہے۔ شخص اکبر کی عقلی قوت کو وہ عالم ارواح سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ قوتِ خیال کے توسط سے انسان ان صورتوں کو سمجھتا ہے جو مادی صفات سے متصف تو ہوتی ہیں لیکن وہ مادہ نہیں ہوتیں (مثلاً کسی شے کی شکل رنگ اور مقدار وغیرہ) اس کے برعکس عالم ارواح ہر لحاظ سے مادی صفات سے پاک اور منزّہ ہوتا

ہے۔ غرض شخص اکبر کے دماغ میں عالم مثال اس طرح ہے، جیسے انسانی دماغ میں خیالی تعویر ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ "مادی دنیا میں وجود پذیر ہونے والی ہر شے پہلے سے عالم مثال میں موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ یہ وہی چیز ہے جو عالم مثال میں دیکھی گئی تھی۔ تو غلط نہ ہوگا۔ اس عالم کا وجود شرعاً ثابت ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رشتہ کو پیدا کیا، تو اس نے پکار کر کہا کہ مجھے رشتہ توڑنے والوں سے پناہ دی جائے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ روز محشر سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران دو بادلوں کی صورت میں متشکل ہونگی، یا پرندوں کے دو غول کی شکل میں۔ پھر وہ ان لوگوں کی نجات کی کوشش کرینگی، جو بار بار ان کی تلاوت کرتے رہے تھے۔ ایک اور حدیث میں یوں ارشاد ہوا ہے۔ قیامت کے دن دنیا کو ایک بڑھیا کی صورت میں دی جائیگی جس کی آنکھیں نیلگوں اور دانت باہر نکلے ہوئے ہونگے اور وہ از حد کریہہ المنظر ہوگی۔ علاوہ ازیں ایک حدیث میں آیا ہے۔ قبر میں فرشتے میت کو آہنی گرزوں سے مارتے ہیں۔ اور وہ اس زور سے چیختا ہے کہ یہ چیخیں سوائے جن و انس کے پوری دنیا کی ساعت میں آتی ہیں۔ کافر کے لئے اس کی قبر میں ننانوے سانپ مقرر کئے جاتے ہیں جو برابر قیامت تک اس کو ڈستے رہیں گے۔ ان کے علاوہ اسی قبیل کی دوسری احادیث سے بھی عالم مثال کا وجود ثابت ہے۔

غرض شاہ صاحب کے نزدیک عالم مثال اس عالم حسی کے علاوہ ایک دوسرا عالم ہے وہ محسوس مقداری ہونے میں جوہر جسمانی کے مشابہ ہے اور نورانی ہونے میں جوہر مجرد عقل کے مشابہ ہے۔ وہ جسم نہیں، جو مادہ سے مرکب ہو۔ اور نہ وہ مجرد جوہر عقلی ہے۔ بلکہ دونوں کے درمیان برزخ اور حد فاصل ہے۔ جو چیز دو چیزوں کے درمیان برزخ ہوتی ہے۔ اس کے لئے دونوں کا عنصر ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح عالم مثال عالم ارواح و عالم شہادت کے درمیان واسطہ ہے۔ جہاں تک اس کا مشاہدہ کرنے کا تعلق ہے، بعض لوگ اسے عالم رویا میں دیکھتے ہیں جب کہ ان کے حواس ظاہری معطل ہوتے ہیں۔ بعض کو یہ عالم اوقاتِ بیداری میں بھی مکشوف ہوتا ہے جس کی وجہ علویات کی جانب ان کی توجہ سے ان کے ظاہری حواس کا معطل ہونا ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں

کہ اس ناسوتی دنیا میں وجود پذیر ہونے سے پہلے ہر شے عالم مثال میں موجود ہوتی ہے۔

امام غزالیؒ عالمِ مثال کو "خیالی تمثل" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حکما میں سے افلاطون کا نام سب سے پہلے آتا ہے جس نے عالم مثال کی نشاندہی کی۔ اسی طرح شیخ الاشراق شہاب الدین سہروردی بھی اس کے قائل تھے۔ محی الدین شیخ اکبر اور ملا صدرالدین نے بھی عالم مثال کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔

ذیل میں ہم عالم مثال سے متعلق حکمائے مشائین و حکمائے اشراقین کے نظریات مجملاً پیش کرتے ہیں۔

حکمائے مشائین کے نزدیک عالم مثال نفوس منطبعہ ہی کے عالم کا دوسرا نام ہے وہ نفوس منطبعہ کو ایک مادی قوت خیال کرتے ہیں جو جرم فلک پر محیط ہے اور انعکاس صورت کا محل ہے۔ حکمائے مشائین کا یہ نظریہ غلط ہے۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ عالم مثال عالم سماوات ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر متنفس پر یہ عالم منکشف ہوتا رہتا ہے۔ چونکہ افلاک بھی نفوس رکھتے ہیں اس لئے ان میں بھی عالم مثال موجود ہے اور یہ ان کے نفوس منطبعہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

حکمائے اشراقین اس بارے میں اپنے مکشوفات کی بنیاد اشراق پر قائم کرتے ہیں۔ وہ عالم مثال کو عالم اشباح کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو اشیاء عالم شہادت میں ہم دیکھتے ہیں ان کا وجود پہلے عالم مثال میں ہوتا ہے۔ اسی وجود کے مطابق وہ عالم ناسوت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض حکما ایسے بھی ہیں جو بیک وقت مشائین میں بھی ہیں اور اشراقیین میں بھی۔ وہ اپنے دعاوی کی بنیاد نہ صرف قیاس اور برہان پر بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اشراق و انکشاف پر بھی رکھتے ہیں۔ یہ حکماء عالم مثال کو عالم مقداری بھی کہتے ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ عبقات میں فرماتے ہیں کہ فلسفیوں پر چونکہ عالم کی شخصی وحدت کا راز واضح نہ ہو سکا۔ اور وہ نہ جان سکے کہ سارا عالم اپنے سارے اجزاء کے ساتھ ایک جسد واحد کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے وہ عالم مثال کی وحدت کے بھی قائل نہ ہو سکے۔ اور صوفیہ کرام پر عالم کی شخصی وحدت کا راز چونکہ منکشف ہو چکا تھا۔ اور باطنی طور پر عالم کے "نفسِ کل" کی وحدت کا بھی اسلئے شخصِ اکبر کے قلب کی وحدت کا بھی اقتضا انہیں محسوس ہوا۔

غرض حضرت شاہ ولی اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ کائنات میں ایک غیر عنصری عالم بھی موجود ہے جس میں معانی اور افعال مناسب صورتیں اختیار کرتے ہیں۔ اس کائنات میں رونما ہونے والے جملہ واقعات پہلے عالم مثال میں صورت پذیر ہوتے ہیں اور مادی دنیا میں ان واقعات کا وجود عالم مثال میں ان کے جو صُور مثالی ہوتے ہیں ان کا ظل ہوتا ہے۔ اس طرح جو چیزیں عالم محسوس میں وجود میں آتی ہیں ان کے یہاں وجود میں آنے سے پہلے ان کا دوسرے عالم میں وجود ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جب یہ چیزیں مادی دنیا سے غائب ہو جائیں گی تو اس کے بعد بھی ان کا وجود باقی رہے گا۔ لیکن واضح رہے کہ جو چیز عالم حسی میں موجود ہے، وہ عالم مثال میں بھی ضرور ہوگی۔ لیکن جو چیز عالم مثال میں ہے اس کا عالم حسی میں ہونا ضروری نہیں۔ اس واسطے ارباب شہود فرماتے ہیں کہ عالم حسی کو عالم مثال سے وہ نسبت ہے جو انگوٹھی کے حلقہ کو ایک وسیع میدان سے ہے۔ یعنی عالم مثال کی تمام اشیاء عالم محسوس میں موجود نہیں۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک عالم مثال شخص اکبر کی خیالی قوت کا نام ہے گویا عالم مثال کا ادراک قوت متخیلہ ہی کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عالم خیال بھی عالم مثال میں داخل ہے۔ لیکن عالم مثال محض عالم خیال نہیں۔ بلکہ اس کے سوا بھی ہے۔ درحقیقت صور مثالیہ کا مجموعہ دو قسم پر مشتمل ہے۔ (۱) خیال متصل (ب) خیالات منفصل۔ خیال متصل صور مثالیہ کی وہ قسم ہے جس میں انسانی قوت متخیلہ اس کے ادراک کے لئے شرط ہو۔ اس کی مثال یوں ہے۔ کوئی انسان مکان بنانے سے بیشتر اس کی تصویر اپنے متخیلہ میں متعین کرے۔ دوسری صورت خیال متصل کی یہ ہے کہ انسان خواب میں متخیلہ صورتیں دیکھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طرح اس دنیا کی محسوس اشیاء صور مثالیہ کی ظل ہیں۔ بعینہ انہی صور مثالیہ کے خیالات بھی ظل ہیں اور اللہ تعالے نے انہیں اس واسطے پیدا کیا ہے تاکہ وہ عالم روحانی کے وجود پر دلیل ہوں۔

خیالاتِ منفصل صور مثالیہ کی دوسری قسم ہے لیکن قوتِ متخیلہ ان کے ادراک کے لئے شرط نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر اگرچہ عالم خیال بھی عالم مثال میں داخل ہے۔ لیکن عالم مثال عالم خیال کے سوا بھی ہے۔ ضروری نہیں اس کا ادراک قوت متخیلہ سے ہو بلکہ قوت باصرہ سے بھی اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ (مثلاً آئینہ میں اشیا کا عکس دیکھنا) انہیں خیالات منفصل اس لئے

کہتے ہیں کہ یہ تخیلہ انسانیہ سے علیحدہ بذات خود موجود ہیں عالم مثال صرف عالم خیال نہیں۔ بلکہ یہ عالم خیال سے الگ بھی ہے مثلاً مردوں کی روح کو عالم رویا میں دیکھنا۔ اور ان کے ساتھ گفتگو کرنا۔ یا مراقبات اور دیگر اوقات میں ارواح کی رویت اور ان سے ہم کلام ہونا۔ یا عالم ملکوت سے ملائکہ کا صور و اشکال میں مشہود ہونا۔ عالم ملکوت سراپا روحانیت ہے۔ لہذا اس کی رویت مادی نہیں۔ یہ خیال منفصل ہے۔ تاہم اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خیال منفصل خیال متصل سے بہت مشابہ ہے۔ اور کوئی معنی یا کوئی روح ایسی نہیں ہے جس کی صورت مثالی اس کے کمال کے مطابق نہ ہو۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ عالم مثال کے اوپر کے طبقوں کو سماء کہتے ہیں اور نچلے طبقوں کو جوّ (فضا) اور عالم مادی کو زمین کہتے ہیں۔ ارسطو وغیرہ کے فلسفہ کے اثر سے بعد میں اسے افلاک بھی کہا جانے لگا۔

جب کوئی چیز عالم مثال کے فوقانی طبقہ سے نیچے اترتی ہے۔ یعنی اس کا عکس نیچے پڑتا ہے، تو اسے "نزول" کہتے ہیں۔ وہ چیز تو بہر حال اوپر کے طبقے میں رہتی ہے۔ صرف اس کا عکس "نزول" کرتا ہے۔ اسی طرح نچلے طبقے میں کوئی چیز موجود ہو اور اس کی مثال فوقانی طبقے میں بن جائے، تو اسے صعود کہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ صور مثالیہ کی حقیقت کیسے معلوم کی جا سکتی ہے؟ مشائخ کے نزدیک ان کی حقیقت کشف ہی سے معلوم ہو سکتی ہے اور اس کی کئی شرائط ہیں۔ جن کی پابندی لازم ہے مشائخ کے نزدیک صُور مثالیہ کے ادراک کے لئے سالک کو مندرجہ ذیل شرائط مدّ نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ حق گوئی۔ ۲۔ توجہ الی اللہ (۳) عالم روحانی کی طرف نفس کا رغبت کرنا (۴) نفس کو برائیوں سے پاک رکھنا (۵) نفس کا عمدہ صفات سے موصوف ہونا۔ کیونکہ یہ سب باتیں نفس کے استحکام کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ جس قدر نفس قوی ہوگا اسی قدر ان امور پر اسے قدرت حاصل ہوگی۔ اور ارواح مجرّدہ کے ساتھ اس کو قوی مناسبت بھی پیدا ہوگی۔ اور مشاہدہ کامل حاصل ہوگا۔

مذکورہ بالا شرائط کے علاوہ بعض دیگر شرائط بھی ہیں جو بدن سے متعلق ہیں۔ مثلاً۔

۱- عبادات میں مصروف رہنا (۲) لوگوں کو نفع پہنچانا (۳) افراط و تفریط کے درمیان اعتدال قائم کرنا، (۴) ہمیشہ باوضو رہنا (۵) ذکر و اذکار میں مصروف رہنا۔

مذکورہ بالا شرائط صُوَرِ مثالیہ کے ادراک کے لئے نفس انسانی کو آمادہ کرتی ہیں۔ اور یہ وہ اسباب ہیں جو انسان کو بامِ عروج پر لے جاتے ہیں۔

رحمت کی کارفرمائیوں کو (یعنی تاریخ کے عمل کو) سمجھنے کے لئے ان چند اصطلاحوں کے تجزیے اور تاویل کی ضرورت ہے جن کو شاہ صاحب نے مختلف مقامات وجود کے لئے استعمال کیا ہے ان میں سے پہلی اصطلاح "عالم مثال" ہے اس اصطلاح میں افلاطونی فلسفے کی جھلک تو ملتی ہے لیکن اس کا مفہوم ذرا بدلا ہوا ہے۔ کسی چیز کی مثال سے شاہ صاحب کوئی ایسا واحد اور منفرد جوہر مراد نہیں لیتے جس کا ایک ٹھوس اور مادی شکل میں ڈھل جانا اس چیز کے وجود کا باعث ہو۔ بلکہ وہ تو فرداً فرداً اس ایک چیز کی یا اس ایک چیز کی مثال کی بجائے "عالم مثال" کا تذکرہ کرتے ہیں جس سے یہ بھی نسبت رکھتی ہے اور وہ بھی۔ بہر حال یہ عالم وہ جگہ ہے جہاں دنیا کے تمام حوادث روئے زمین پر نازل ہونے سے پہلے ہی نمودار ہوتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ بالفرض ایک تاریخی واقعہ دنیا میں پہلی جنوری ۱۹۶۵ء کی صبح میں ہونے والا ہے۔ شاہ صاحب کا عقیدہ ہے کہ یہ (یا کوئی اور) واقعہ محض اتفاقی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کا کوئی سبب ہو گا لیکن جس معنی میں اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے یہ لازم ہے کہ ہم اس واقعہ کے سبب کو کسی اکیلے یا اکہرے اور دور افتادہ جوہر سے تعبیر نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مسبب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پورا نظام وجود اس واقعہ کا سبب ہے یعنی اس واقعہ کے ہونے سے پہلے ساری کائنات کی جو بھی ہیئت (۳۱ دسمبر ۱۹۶۴ء کے ختم پر) ہو گی وہی اس واقعہ کا سبب ہو گی کائنات کی اس مستعد ہیئت کے اندر اس ہونے والے واقعے کے جو سر رشتے پائے جاتے ہیں ان کا مجموعہ (اس واقعہ کے حق میں بس) عالم مثال ہے۔

(از ڈاکٹر صبیح احمد کمالی)